پاک و ہند کے
فقہی مکاتب فکر اور دیگر فرقے

مرتبہ: محمد عبدالرشید ندوی

ساری دنیا میں مسلمانوں کے اندر چار فقہی مکتب فکر یا مسلک رائج ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ ان کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ یہ تمام مسالک قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اور حق پر ہیں، جو شخص ان میں سے کسی پر بھی عمل کرلے گا وہ ان شاء اللہ آخرت میں کامیاب و کامران ہوگا۔ چنانچہ براعظم ایشیا کے اکثر حصے میں حنفی مسلک، براعظم افریقہ کے اکثر حصے میں مالکی مسلک، انڈونیشیا اور ایشیا کے جنوبی جزیروں میں شافعی مسلک اور پورے جزیرۃ العرب میں حنبلی مسلک پر عمل ہو رہا ہے۔ ان کے علاوہ مسلک اہل حدیث پر عمل کرنے والے لوگ بھی ہر ملک میں کچھ نہ کچھ موجود ہیں۔ ان مسالک کے حامی علماء نہ تو ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے ہیں، بلکہ دوسرے مسلک والے کو بھی حق پر سمجھتے ہیں، البتہ اپنے مسلک کو دوسرے سے بہتر سمجھتے ہیں۔

پاک و ہند کی تمام دینی جماعتیں اور تحریکیں مثلاً دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی، بریلوی جماعت وغیرہ یہ سب فقہی طور پر حنفی مسلک سے وابستہ ہیں، اگرچہ ان کے درمیان آپس میں کچھ فروعی اختلافات ہیں جن کے ذکر کرنے کی یہاں ضرورت نہیں۔ البتہ بریلوی حضرات اپنے بعض عقائد کی بنا پر، حنفی ہونے کے باوجود دوسرے تمام حنفیوں سے جدا ہو جاتے ہیں، لہٰذا ان کا تذکرہ مستقلاً آگے آئے گا۔

پاک و ہند میں حنفی مسلک کی آمد اور ترقی

شمالی ہندوستان میں حنفی مسلک پہلی صدی ہجری میں اسلامی فتوحات کے ساتھ آیا، البتہ جنوبی ہندوستان خصوصاً مدراس، مالابار اور کوکن میں شافعی مسلک مختلف عرب تاجروں کے ذریعہ آیا۔ علماءِ احناف نے علمِ فقہ اور اصولِ فقہ پر بڑی محنت کی، اس لئے حنفی مسلک جنوبی

ہندوستان کے علاوہ سارے ہندوستان میں پھیل گیا۔ البتہ سندھ میں ابتدائی چار صدیوں تک علمِ حدیث پھیلتا رہا اور ترقی کرتا رہا اور ثقافتی وتمدنی اعتبار سے سندھ اسلام کا قلعہ بن گیا۔ چوتھی صدی ہجری کے بعد یہاں بھی علمِ حدیث مفقود ہو گیا۔ یہ وہ دَور تھا جب سندھ سے عربوں کی حکمرانی ختم ہو گئی اور غزنویوں اور غوریوں کی حکومت قائم ہو گئی۔ یہ حال دسویں صدی ہجری تک رہا۔

علماءِ احناف فقہ واصولِ فقہ تک محدود ہو کر رہ گئے۔ وہ بھی تقلیداً نہ کہ تحقیقاً۔ حنفی مسلک کے لئے تعصب اور تنگ نظری بڑھ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی پر سب سے زیادہ شروح وحواشی لکھے گئے۔ قرآن مجید کی نصوص ومحکمات کو چھوڑ کر فتاویٰ اور روایات پر انحصار کر لیا گیا۔ مسائل واجتہادات کو احادیث سے تطبیق دینا چھوڑ دیا گیا۔ (۱) یہی حال سارے ہندوستان کا رہا۔ یہاں تک کہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہویں صدی ہجری میں حدیث اور علمِ حدیث کو تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف کے ذریعے ہندوستان میں دوبارہ متعارف کرایا۔ پھر شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۶ھ) اور ان کے تینوں صاحبزادوں شاہ عبدالعزیز' شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین (رحمۃ اللہ علیہم) کا دَور آیا۔ ان حضرات کی وجہ سے ہندوستان میں دوبارہ حدیث اور علمِ حدیث کا احیاء ہوا۔ چنانچہ مذہبی تعصب آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا اور لوگ ذہنی طور پر مذہبی تقلید اور جمود سے آزاد ہونے لگے۔ (۲)

آج پاک و ہند میں جو بڑے بڑے دار العلوم مثلاً دار العلوم دیوبند' دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ' مظاہر علوم سہارن پور' دار العلوم کورنگی کراچی' جامعہ اسلامیہ کراچی' دار العلوم اکوڑہ خٹک وغیرہ قائم ہیں' ان سب کی فکر کا منبع فکرِ شاہ ولی اللہ ہی ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی آراء وافکار سے اکثر علماء براہِ راست یا بالواسطہ متاثر ہوئے۔ اجتہاد وتقلید کے سلسلہ میں شاہ ولی اللہؒ کے جو نظریات وافکار ہیں ان کو مختلف علماء نے مختلف انداز میں سمجھا اور اُن کو اختیار کیا۔ پھر آگے چل کر بعض علماء نے اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق اور مغربی علوم وافکار سے متاثر ہو کر کچھ نئے نظریات پیش کئے' پھر ان ہی نظریات کی بناء پر کچھ نئے فرقوں کی بنیاد پڑی جن میں سے بعض تو گمراہ ہیں اور بعض خارج از اسلام ہیں۔ ان فرقوں کی وجہ سے ہندوستان کا مسلمان معاشرہ اور صحیح اسلامی فکر بھی متاثر ہوئی۔

شاہ ولی اللہ صاحب نے اجتہاد وتقلید کے موضوع پر ایک رسالہ "عِقد الجید فی

احکام الاجتهاد و التقلید '' کے نام سے تحریر کیا ہے جس میں آپ نے علماء کے لئے تقلید کو حرام اور عوام الناس کے لئے تقلید کو لازمی قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ اصولی طور پر خود حنفی المسلک تھے' لیکن ہر مسئلہ میں تحقیق و جستجو کے بعد ہی امام ابوحنیفہؒ کا مسلک اختیار کرتے تھے۔ اگر تحقیق کسی اور امام کے مسلک کو درست ثابت کرتی تھی تو امام ابوحنیفہؒ کا مسلک چھوڑ کر دوسرے امام کا مسلک اختیار کر لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا عمل مختلف مسالک پر ملتا ہے۔ آپ نے اندھی تقلید اور وراثتی تعصب پر محض تنقید ہی نہیں کی بلکہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے تحقیق و جستجو کی راہ بھی متعین کی اور شرعی مسائل کو کتاب و سنت کے دلائل و براہین سے آراستہ کرنے کی طرح ڈالی۔ (۳)

جو علماء شاہ صاحب کے نظریات و افکار سے متاثر ہوئے وہ اوّلاً دو بڑے طبقوں میں تقسیم ہو گئے۔ پہلا طبقہ وہ ہے جس نے ائمہ اربعہ یعنی چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام کی تقلید کو ضروری قرار دیا۔ اس طبقہ میں علماءِ احناف پیش پیش ہیں۔ دوسرے طبقہ نے کسی بھی امام کی تقلید کو ناجائز قرار دے دیا۔ یہ طبقہ اہل حدیث یا سلفی کہلایا۔ پاک و ہند میں چونکہ حنفی مسلک رائج و مقبول ہے اور اس پر سب سے زیادہ کام بھی ہوا ہے اس لئے تقلید کے مسلک کی حمایت کے لئے علماءِ احناف ہی آگے آئے' جن کے سرخیل مولانا عبدالعلی بن نظام الدین (۱۱۱۴ھ تا ۱۲۳۵ھ) اور مولانا عبدالحی بن عبدالحلیم لکھنوی (۱۲۶۴ھ تا ۱۳۰۴ھ) ہیں۔ ان دونوں حضرات کے بعد یہ ذمہ داری علماء دارالعلوم دیوبند نے سنبھالی جو ۱۸۶۷ء مطابق ۱۲۸۳ھ میں عالم وجود میں آیا۔ پاک و ہند میں آج بھی یہ خدمت دارالعلوم دیوبند اور اس سے متعلق ادارے انجام دے رہے ہیں۔

علماءِ اہل حدیث کے سرخیل شیخ فاخر بن یحیٰ عباسی' شیخ نذیر حسین محدث دہلوی (متوفی ۱۳۲۰ھ) اور نواب صدیق حسن خان قنوجی (۱۲۴۸ھ تا ۱۳۱۰ھ) ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک کسی امام کی تقلید کسی حال میں جائز نہیں' بلکہ براہِ راست قرآن و حدیث سے مسائل اخذ کر کے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ موجودہ دَور میں یہ ذمہ داری ہندوستان میں '' جامعہ سلفیہ بنارس '' و دیگر ادارے اور پاکستان میں '' ادارہ ترجمان السنۃ لاہور '' اور دوسرے ادارے سرانجام دے رہے ہیں۔ (۴)

البتہ یہ ایک الگ سوالیہ نشان ہے کہ جب اہل حدیث ایک مستقل مکتبِ فکر یا مسلک بن گیا تو اس کو اختیار کرنے والے عوام الناس بھلا کس طرح قرآن و حدیث سے مسائل اخذ

کر سکتے ہیں! اس کے لئے وہ بھی اپنے علماء ''اہل حدیث'' پر اعتماد کرتے ہیں اور پھر اُن کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرتے ہیں۔ کیا یہ تقلید نہیں ہے؟ کیا صرف چاروں اماموں کے قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا ہی تقلید ہے؟ یا پھر مسلک ''اہل حدیث'' سے وابستہ سارے لوگ ہی عالم ہیں؟ جب کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے' بلکہ مسلک اہل حدیث پر عمل کرنے والوں کی اکثریت بھی دوسرے مسالک پر عمل کرنے والوں کی طرح جاہل ہی ہے' عالم نہیں ہے۔

بریلوی جماعت

بریلوی جماعت اپنے بانی و مؤسس مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب (۱۸۵۶ء تا۱۹۲۱ء) کی جائے پیدائش شہر ''بریلی'' کی طرف منسوب ہے۔ یہ جماعت امام ابوحنیفہ کے مسلک پر شدت سے تقلید کرنے کی حامی ہے۔ یہ لوگ اپنے ہم مسلک و ہم خیال لوگوں کو ''اہل سنت والجماعت'' کہتے ہیں اور علماء دیوبند' علماء ندوۃ العلماء اور اہل حدیث علماء کو وہابی اور غیر مقلد کہتے ہیں۔ (۵)

مولانا عبدالحی حسنی اپنی کتاب ''نزهة الخواطر'' جلد ہشتم میں احمد رضا خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''احمد رضا خان فقہی اور کلامی مسائل میں بہت شدت پسند تھے۔ کفر کا فتویٰ لگانے اور مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنے میں جلد باز تھے۔ ان کے اپنے عقیدے اور تحقیق کے مطابق کسی شخص پر کفر کا فتویٰ لگانے کے بعد کوئی لچک یا نرمی نہیں ہوتی تھی اور نہ ایسے شخص کے بارے میں کسی تاویل کی گنجائش ہوتی۔ جو اُن کی موافقت نہ کرتا وہ بھی کفر کے فتویٰ سے نوازا جاتا...... ہمیشہ اصلاحی تحریک کے پیچھے پڑے رہتے۔ مختلف رسائل و کتب علماء ندوۃ العلماء اور علماء دیوبند کے کفر کے سلسلہ میں تصنیف کیں اور پھر تکفیر میں اس انتہا کو پہنچ گئے کہ یہ تک لکھ دیا کہ جو کوئی ان لوگوں کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''۔ (۶)

بریلوی علماء کے نزدیک انبیاء و اولیاء خصوصاً حضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں (آپ ؐ موجود ہیں اور دیکھتے بھی ہیں) آپ ؐ غیب کا علم بھی جانتے ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک انبیاء و اولیاء سے مدد طلب کرنا' عرس کرنا' قبر پر قوالی کرانا' فاتحہ خوانی کرنا' تیجہ (سوئم' قل' چالیسواں' برسی وغیرہ منانا جائز ہے۔

اسلامی انسائیکلو پیڈیا (صفحہ ۱۳۱) میں ''بریلوی تحریک'' کے عقائد و نظریات کے بارے میں لکھا ہے:

''آنحضور ﷺ انسانوں میں سے تھے مگر مظہرِ نورِ خدا تھے' اس لئے آپؐ کو بشر کہنا یا بھائی یا برابری کے لقب سے پکارنا حرام ہے۔ آنحضور ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں' روزِ قیامت آپؐ شفاعت کریں گے۔ نیز اس دنیا میں بھی آپؐ مسلمانوں کی مدد کو پہنچتے ہیں۔ آپؐ سے مدد مانگنا اور یارسول اللہ کا نعرہ بلند کرنا جائز ہے...... ان اولیاء کرام کی کرامات موت کے بعد بھی بدستور رہتی ہیں۔ وہ بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور ان سے بھی مدد مانگی جاتی ہے...... صوفیاء اور اولیاء اُمت کے ستون ہوتے ہیں' چالیس ابدال ہر وقت دنیا میں موجود ہوتے ہیں جو آفتوں اور مصیبتوں کو ٹالتے رہتے ہیں۔ ان کے ذریعہ خلق کی حیات' روزی اور تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں......''

بریلویوں کے نزدیک جائز امور میں اولیاء کرام کے مزاروں پر حاضری دینا' نیاز دینا' ان سے مدد مانگنا' فاتحہ' تیجہ' چالیسواں وغیرہ کرنا' میت کے ساتھ بزرگانِ دین کے تبرکات' غلافِ کعبہ' شجرہ یا عہد نامہ رکھنا' تدفین کے بعد اذان دینا' پختہ قبر بنانا' قبروں پر پھول چڑھانا اور چراغ جلانا اور اولیاء اللہ کے نام پر جانور پالنا' عبدالنبی یا عبدالرسول وغیرہ نام رکھنا اور گیارہویں شریف وغیرہ کا ختم دلانا شامل ہے۔

عام مسلمانوں میں یہ عقائد پہلے سے موجود تھے' البتہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان عقائد کو قرآن و حدیث سے 'غلط طور پر' ثابت کیا۔ اس اعتبار سے یقیناً وہ بیسویں صدی کے ''مجدد'' تھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے بہت سی کتابیں بھی لکھیں اور قرآن کریم کا ترجمہ بھی کیا۔ اس ترجمہ پر مولانا امجد علی خان صاحب نے ''کنز العرفان'' کے نام سے حاشیہ بھی لکھا ہے۔ قرآن کریم کا یہ ترجمہ اور حاشیہ خلیجی ممالک اور سعودی عرب میں لانا ممنوع ہے۔

شیعہ فرقہ

شیعہ فرقہ ابتدائے اسلام سے موجود ہے۔ البتہ اس فرقہ کا تشخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور میں قائم ہوا۔ اس فرقہ کا بانی عبداللہ بن سبا ہے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ظاہری طور پر اسلام قبول کرلیا لیکن اندر سے منافق رہا۔ اسی نے کمزور ایمان والے مسلمانوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بھڑکایا اور بالآخر آپؓ کو شہید کرا کے دم لیا۔ (۷)

یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا کہ ''بے شک علی ہی خدا ہے''۔ حضرت علیؓ کے بارے میں اس نے ان گمراہ کن نظریات کا پرچار کیا کہ ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو شہید نہیں کیا بلکہ شیطان کو قتل کیا ہے جس نے ان کی شکل اختیار کر لی تھی۔ حضرت علیؓ بادلوں میں پوشیدہ ہیں، بجلی کی کڑک آپؓ ہی کی آواز ہے اور بجلی کی چمک آپ ہی کا کوڑا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب آپ زمین پر تشریف لائیں گے اور اس کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔ (۸)

پہلے ان لوگوں کو شیعانِ علیؓ (علیؓ کا گروہ) کہا جاتا تھا، بعد میں یہی فرقہ ''شیعہ'' کہلایا۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا اس کے اندر مزید فرقے پیدا ہوتے چلے گئے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''تحفة الاثنا عشرية'' میں شیعوں کے تہتر فرقوں کے نام گنوائے ہیں۔ مثلاً اثنا عشری، مہدوی، نصیری، بوہرہ، زیدیہ، امامیہ، بابیہ، بہائیہ، آغا خانی، اسماعیلیہ وغیرہ۔

پاک و ہند اور ایران کے شیعہ حضرات میں سے اکثریت کا تعلق اثنا عشری فرقہ سے ہے۔ اس ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی تمام فرقوں کو گمراہ کہا جاتا ہے۔ اثنا عشری فرقہ کو اب تک حق پر سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیعہ حضرات اپنے عقائد کی کتابیں سینوں سے چھپا کر رکھتے تھے، کیونکہ ان کے نزدیک علم کا چھپانا پھیلانے سے زیادہ افضل ہے، لیکن علامہ خمینی کے جذبہ ''تبلیغ شیعیت'' نے آخر اُن عقائد پر سے پردہ اٹھا ہی دیا۔ وہ چونکہ ''شیعیت'' کو ایک عالمگیر مذہب بنانا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے اس سلسلہ میں کئی کتابیں لکھیں اور ایرانی سفارت خانوں کے ذریعے ان کی خوب تشہیر کرائی۔ اس طرح شیعوں کے جن عقائد کے بارے میں پہلے صرف سنا جاتا تھا ان کی توثیق ہو گئی۔ ان کے بنیادی عقائد یہ ہیں:

۱) قرآن کریم جیسا نازل ہوا تھا ویسا باقی نہیں رہا۔ اس میں کمی زیادتی کر دی گئی۔ (۹)

۲) اِس قرآن کے علاوہ ایک اور قرآن ہے جس کا نام ''مصحفِ فاطمہ'' ہے، اس میں قرآن سے تین گنا زائد آیتیں ہیں اور اس میں موجودہ قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ (۱۰)

۳) حضور ﷺ کی وفات کے بعد سوائے چار یا چھ صحابہ کرام ؓ کے باقی سب صحابہ کرامؓ (نعوذ باللہ) مرتد ہو گئے تھے۔ (۱۱)

۴) ان کے بارہ امام نبیوں و رسولوں کی طرح معصوم ہیں، ان کا منکر کافر ہے، ان کی اطاعت لازم ہے۔

۵) متعہ یعنی بغیر گواہوں کے وقتی نکاح، مثلاً گھنٹے دو گھنٹے، ہفتے دو ہفتے، مہینے دو مہینے، سال دو سال کے لئے کرنا جائز ہے۔
۶) علم دین کو چھپانا اس کو پھیلانے سے زیادہ افضل ہے۔
۷) تقیہ کرنا، یعنی اصل بات کو چھپانا جائز اور ضروری ہے۔ ''الاصول الکافی'' میں امام باقر سے روایت ہے کہ ''مجھے اپنے پیروکاروں میں سب سے زیادہ وہ محبوب ہے جو سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ سمجھ دار اور سب سے زیادہ میری حدیث کو چھپانے والا ہے''۔ (۱۲)

ابوعمیر عجمی سے روایت ہے کہ ''مجھ سے ابوعبداللہ علیہ السلام نے کہا: اے عمیر! دس میں سے نو حصہ دین ''تقیہ'' میں ہے، جس نے تقیہ نہ کیا اس کا کوئی دین نہیں ہے''۔

ابوجعفر علیہ السلام نے کہا کہ ''تقیہ میرے اور میرے باپ دادا کے دین کا حصہ ہے، جس نے تقیہ نہ کیا وہ صاحب ایمان نہیں''۔ (۱۳)

فرقہ اہل قرآن

بریلوی فرقہ مقلدین حضرات میں پیدا ہوا لیکن ''فرقہ اہل قرآن'' اہل حدیث یعنی غیر مقلدین حضرات میں پیدا ہوا۔ اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے شیخ محمد اکرام نے اپنی کتاب ''موج کوثر'' میں اور جناب فرمان علی نے اپنے مقالہ ''سرسید احمد خان'' میں کافی دلائل دیئے ہیں۔ یہ مقالہ ''ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند'' جلد ۹ میں شائع ہوا ہے۔

اس فرقہ کے بانی غلام نبی ہیں جو بعد میں عبداللہ چکڑالوی کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح پنجاب سے ابھرے اور لوگوں کو انکارِ حدیث کی دعوت دی اور مسائل شرعیہ (شریعت کے مسائل) میں صرف قرآن کو حجت ماننے کی تبلیغ کی۔ بعض تاجروں، جاہلوں اور عصری علوم کے حامل لوگوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا۔ جب کچھ حامی و ہمدرد مل گئے تو عبداللہ چکڑالوی نے اس جماعت کا نام ''اہل الذکر والقرآن'' رکھا۔ آگے چل کر یہی جماعت ''اہل قرآن'' کہلائی۔

یہ فرقہ شرعی امور میں احادیث کو حجت نہیں تسلیم کرتا، صرف قرآن کریم کو اپنا رہنما و حجت مانتا ہے۔ جو کام نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہیں ان کو آپؐ کی ذاتی رائے پر محمول کرتا ہے اور حاکمِ وقت کو پورا اختیار دیتا ہے کہ وہ جو چاہے حکم دے، خواہ یہ حکم احادیث کے صراحتاً خلاف ہو، البتہ قرآنِ حکیم سے اس کا تعارض نہ ہوتا ہو۔

اس فرقہ کے سلسلہ میں غلام مصطفیٰ صاحب یوں لکھتے ہیں:

''اس فرقہ کی شجر کاری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بانی سر سید احمد خان (۱۸۱۷ء تا ۱۸۹۸ء) نے جان بوجھ کر یا غلطی سے کی اور بعد کے لوگوں نے اس کی آبیاری کی یہاں تک کہ یہ ایک تن آور مضبوط درخت بن گیا۔ آج پاکستانی مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔''(۱۴)

استاد فرمان علی لکھتے ہیں:

''سر سید احمد خان نے سر ولیم میور کی کتاب "Life of Mohammad" کے رد میں جو کتاب ''خطباتِ احمدیہ'' لکھی ہے اس میں وہ بعض غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے تدوین حدیث کے سلسلہ میں بعض موضوع احادیث لکھ دی ہیں۔ ان کی اس طرح کی غلطیوں سے ''اہل قرآن'' فرقہ وجود میں آیا ہے۔ اس فرقہ کے حامیوں نے جو کچھ بھی حدیث اور اس کی قطعیت کے انکار میں لکھا ہے وہ سب کا سب سر سید کے خیالات و افکار سے ماخوذ ہے جو انہوں نے اپنی مختلف کتابوں میں ظاہر کئے ہیں۔''(۱۵)

ڈاکٹر مصطفیٰ خان اپنے مقالہ میں سر سید سے متعلق یوں لکھتے ہیں:

''سر سید احمد خان نے بعض صحیح احادیث کا عقلی معیار و پیمانہ پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے انکار کیا ہے۔ اس بات نے بعد میں آنے والے حضرات کے لئے تمام احادیث کا انکار کرنے کے لئے راستہ ہموار کر دیا۔ اسی نظریہ کو مولوی چراغ علی نے اپنی کتاب ''تحقیق الجہاد'' میں تقویت پہنچائی۔ پھر بدقسمتی سے آگے چل کر اس فرقہ کو دو بڑے ادیبوں کا قلمی تعاون حاصل ہو گیا۔ ان میں سے ایک تو مولوی اسلم جیراج پوری ہیں اور دوسرے چوہدری غلام احمد پرویز ہیں۔ ان دونوں نے فرقہ اہل قرآن کے خیالات و افکار کی خوب خوب ترویج و اشاعت کی''۔(۱۶)

نیاز فتح پوری مدیر ماہنامہ ''نگار'' لکھنؤ نے بھی بہت سے مضامین انکارِ حدیث پر لکھے' جن کا تعاقب سید سلیمان ندویؒ اور مولانا عبدالماجد دریابادیؒ نے کیا۔ بالآخر نیاز فتح پوری کو توبہ نامہ شائع کرنا پڑا۔ لیکن ان کی یہ توبہ محض نمائشی تھی' کیونکہ اس کے باوجود وقتاً فوقتاً ان کے مضامین انکارِ حدیث پر رسالہ ''نگار'' میں آتے رہے۔

اس فرقہ کی اسلامیات پر بہت سی کتابیں ہیں جنہوں نے سادہ لوح کم پڑھے لکھے اور عصری علوم کے حامل افراد کو اپنا شکار بنایا۔ اس فرقہ کا مرکز لاہور میں ہے اور اپنی سرگرمیوں

میں پہلے سے زیادہ مشغول ہے۔غلام احمد پرویز (۱۹۳۰ء تا ۱۹۸۵ء) تاحیات اس کے ناظم رہے۔سب سے زیادہ اُن ہی کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں، جن میں قرآن کی تفسیر ''مفہوم القرآن'' بھی شامل ہے۔ایک رسالہ ''طلوعِ اسلام'' بھی ان کی ادارت میں نکلتا تھا، جو اَب بھی نکلتا ہے۔ان کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں: ابلیس و آدم، من و یزداں، معراجِ انسانیت، مطالب القرآن، تبویب القرآن، لغاتِ قرآن، وغیرہ۔

اہل قرآن حضرات کی کتابوں پر گرفت کرنا آسان نہیں ہے۔اس کے لئے احادیث کا علم بہت ضروری ہے۔موجودہ دَور میں یہ فرقہ ''پرویزی گروپ'' کے نام سے مشہور ہے۔

قادیانی فرقہ

قادیانی فرقہ پنجاب کے شہر قادیان کی طرف منسوب ہے جو اس فرقہ کے بانی و مؤسس مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۹ء تا ۱۹۰۸ء) کی جائے پیدائش و مدفن ہے۔ابتدا میں یہ آریہ سماجیوں اور عیسائی پادریوں سے مباحثہ و مناظرہ کیا کرتے تھے۔اس میں ان کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔اس سے ان میں مزید ہمت اور خود اعتمادی پیدا ہوگئی، یہاں تک کہ چودھویں صدی کا آغاز ہوتے ہی پہلے تو انہوں نے ''مجدد'' ہونے کا دعویٰ کیا، پھر کچھ عرصہ کے بعد ''مہدیٔ موعود'' پھر ''مسیح موعود'' اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔ان کا ایک شعر ہے۔

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو!
اس سے بہتر غلام احمد ہے!

پھر سب سے آخر میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ جو میری نبوت کا انکار کرتا ہے وہ مردود ہے اور اسلام سے خارج ہے، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔اپنی نبوت کے اثبات کے لئے کئی کتابیں لکھیں، مثلاً: تریاق القلوب، حقیقۃ الوحی، توضیح المرام، دافع البلاء، کتاب الوصیۃ، چشمۂ معرفت، تجلیاتِ الٰہیہ، دین الحق، مواہب الرحمٰن، ازالۃ الاوہام، القصیدۃ الاعجازیہ، فتح الاسلام، آئینہ کمالات اسلام وغیرہ۔(۱۷)

اِدھر چند سالوں سے ان کے بعض معتقدین ان کے اردو عربی ملفوظات و اقوال ''تفسیر القرآن'' کے نام سے جمع کر رہے ہیں اور سورۂ آل عمران تک کی تفسیر تین جلدوں میں چھپ چکی ہے۔اس کے علاوہ ایک تفسیر اُن کے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ''تفسیر کبیر'' کا نام سے لکھی ہے۔مولوی شیر علی کا ایک ترجمۂ قرآن بھی ہے۔

۱۹۱۸ء میں یہ جماعت دو فرقوں میں بٹ گئی' قادیانی فرقہ اور لاہوری یا احمدی فرقہ۔ لاہوری فرقہ کی بنیاد خواجہ کمال الدین اور محمد علی لاہوری نے رکھی۔ لاہوری جماعت کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی حیثیت محض ''مجدد'' کی ہے جب کہ قادیانی جماعت جن کا مرکز ''ربوہ'' میں ہے' مرزا غلام احمد کو ''نبی موعود'' مانتی ہے۔ (یعنی واپس آنے والا نبی)۔ لاہوری جماعت کا نام ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام'' ہے۔ اس کی طرف سے مختلف کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ محمد علی لاہوری خود کئی کتابوں کے مصنف ہیں جن میں قرآن کا انگریزی ترجمہ وتفسیر ''The Holy Quran'' اور اردو ترجمہ وتفسیر ''بیان القرآن'' سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ اس انجمن کے زیر اہتمام کئی ادارے یورپ وافریقہ میں مشنری طرز پر کام کررہے ہیں۔ قادیانی جماعت بھی مشنری معاملات میں بہت مستعد ہے۔ اس مشنری نے بھی دنیا بھر میں اپنے مراکز قائم کررکھے ہیں جو تبلیغ میں دن رات مصروف ہیں۔ (۱۸)

ذوالفقار علی بھٹو کے دَورِ حکومت میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت پاکستان نے قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ اس کے بعد ہی ''رابطہ عالم اسلامی'' مکہ مکرمہ سعودی عرب نے بھی دونوں جماعتوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔ قادیانی علماء میں سے چند مشہور یہ ہیں: مرزا بشیر الدین' محمود احمد' مرزا نور الدین' مولوی صدر الدین' ڈاکٹر بشارت احمد' محمد یعقوب بیگ وغیرہ۔

صدر ضیاء الحق نے اپنے دَورِ حکومت میں اس فرقہ کی سرگرمیوں پر پابندی لگادی تھی' مگر بے نظیر بھٹو کے دَورِ حکومت میں اس فرقہ کو کھلی چھٹی دے دی گئی' حتیٰ کہ قادیانیوں نے اس دور میں بڑی دھوم دھام سے اس کا ''جشن طلائی'' منایا۔

یہ مختلف فقہی مسالک اور پاک وہند میں جنم لینے والے دیگر فرقوں اور جماعتوں کا مختصر تعارف ہے' تاکہ ایک عام پڑھا لکھا شخص بھی ان سے واقف رہے اور لاعلمی کی وجہ سے صراطِ مستقیم سے نہ بھٹک جائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔

حواشی

نوٹ: یہ مضمون عربی زبان میں مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ کر کے لکھا گیا تھا' بعد میں اسی مضمون کا اردو میں ترجمہ کردیا گیا۔ اس وجہ سے مضمون کی عبارت کا حوالہ کی عبارت کے بعینہٖ مطابق ہونا ضروری نہیں ہے' البتہ دونوں کا مفہوم ان شاء اللہ ایک ہی ہوگا۔

۱) تفصیل کے لئے دیکھئے: ''الثقافة الاسلامیة فی الھند از مولانا عبدالحی حسنی' صفحہ ۱۰۵ تا ۱۱۸' مطبوعہ دمشق ۱۹۵۸ء۔
۲) حوالہ سابق' صفحہ ۱۰۳ و ۱۳۵ تا ۱۳۹۔ نیز صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ سے مستفاد۔
۳) تاریخ الدعوۃ الاسلامیة فی الھند از مسعود الندوی' صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۶ سے مستفاد۔
۴) الثقافة الاسلامیة فی الھند' صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ سے مستفاد۔
۵) موجِ کوثر از شیخ محمد اکرام' صفحہ ۷۰
۶) نزھة الخواطر از مولانا عبدالحی حسنی' صفحہ ۳۹ و ۴۰' مطبوعہ حیدرآباد دکن' ۱۳۹۲ھ۔
۷) مختصر تحفة الاثنا عشریہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی' صفحہ ۵۴' مطبوعہ الریاض ۱۴۰۴ھ
۸) حوالہ سابق' صفحہ ۱۰ تا ۲۱۔ ۹) حوالہ سابق' صفحہ ۳۰ و ۵۰ ۱۰) حوالہ سابقہ' صفحہ ط۔ ۱۱) حوالہ سابق' صفحہ ۵۰
۱۲) ایرانی انقلاب' امام خمینی اور شیعیت' از مولانا محمد منظور نعمانی' مختصراً' صفحہ ۱۱۹ تا ۱۳۰' مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۸۴ء۔
۱۳) حوالہ سابق' صفحہ ۲۲۶ تا ۲۳۱۔
۱۴) تاریخ ادبیات مسلمانانِ ہند و پاکستان' صفحہ ۱۵۴' جلد ۹' مطبوعہ پاکستان
۱۵) حوالہ سابق' صفحہ ۱۰۴' جلد ۹ ۱۶) حوالہ سابقہ' صفحہ ۱۵۴' جلد ۹
۱۷) الثقافة الاسلامیة فی الھند' صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱۔
۱۸) اسلامی انسائیکلوپیڈیا از سید قاسم محمود' صفحہ ۱۲۲ و ۱۲۳۔ مطبوعہ شاہکار بک فاؤنڈیشن' کراچی۔

رمضان المبارک کا بہترین تحفہ

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

ڈاکٹر اسرار احمد کی مقبول عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

خود پڑھئے اور دوستوں اور عزیزوں کو تحفتاً پیش کیجئے!

دورانِ ماہِ رمضان اہل وعیال اور عزہ و اقارب کے ساتھ اجتماعی مطالعہ کیجئے!

اشاعت خاص : 20 روپے اشاعت عام : 10 روپے